ایک بھیانک گناہ اور اس کی سزا

عبدالرحمٰن یزدانی گرجاکھی

شریعت اسلامی میں مسلمان کی عزت و عصمت کو بہت ہی محترم اور معزز قرار دیا گیا ہے۔ سردر کائنات ﷺ نے حجۃ الوداع میں اسی بات کو آشکارہ کیا ہے۔ فرمایا:

فان دماء کم واموالکم واعراضکم علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی بلدکم ھذا فی شھر کم ھذا (بخاری ۱/۲۳۴)

بے شک تمہارے خون، تمہارے مال، اور تمہاری عزت و آبرو تم پر اس طرح حرام (قابل احترام ہیں) جس طرح آج کا دن (حج کا دن) حرمت والا ہے تمہارے اس شہر (مکہ معظمہ) حرمت والا ہے تمہارے اس مہینہ (ذوالحجہ) حرمت (احترام والا ہے) (بخاری)

اس لئے کسی کو کسی کی عزت و آبرو کے بارے گفتگو کرنے سے سختی سے روک دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ خاوند کے بارے میں بھی (لعان کے حکم آنے سے پہلے) یہ حکم تھا کہ وہ چار گواہ قائم ہونے سے پہلے (جو عینی شہادت دیں) گفتگو کرنے کی اجازت نہیں تھی اگرچہ وہ اپنی اہلیہ کو اپنی آنکھوں سے بحالت بدکاری دیکھے۔ جیسا کہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث لائے ہیں کہ:

قال سعد بن عبادۃ لو وجدت مع اھلی رجلا لم امسہ حتیٰ اتی باربعۃ شھداء قال رسول اللہ ﷺ نعم قال کلا والذی بعثک بالحق ان کنت لاعاجلہ بالسیف قبل ذالک قال رسول اللہ ﷺ السمعوا الی ما یقول سیدکم انہ لغیور وانا اغیر منہ واللہ اغیر منی (مسلم)

کہ سعد بن عبادہؓ نے کہا اگر میں اپنی بیوی پر غیر آدمی کو دیکھوں تو چار گواہ ہونے تک اس سے اعراض نہ کروں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں، سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایسا نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں تو تلوار کے ساتھ اس کا علاج (قتل) کروں گا، گواہ تلاش کرنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اپنے سردار کی بات سنی وہ غیرت مند ہے۔ اور میں اس سے بھی زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت والا ہے مگر اب لعان کا حکم ہے اس سے اندازہ کریں کہ عزت و آبرو کے بارے میں زبان کھولنے کیلئے کس قدر تحقیق اور احتیاط کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ چہ جائیکہ کسی کے بارے مین زبان (غلط وجھوٹ) کھولی جائے۔

قذف کیا ہے؟

کسی پاکدامن عورت پر صراحۃ زنا کا الزام لگانا یا اس کی اولاد کو صحیح النسب تسلیم نہ کرنا۔ اس الزام کو قذف اور الزام لگانے والے کو قاذف اور جس پر تہمت لگائی جائے اسے مقذوف کہتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ میں یہ ایک خطرناک اور کبیرہ گناہ ہے۔ اور قاذف کو ملعون قرار دیا گیا ہے اور آخرت میں عذاب الیم کی وعید سنائی گئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

ان الذین یرمون المحصنت المؤمنت الغفلت لعنوا فی الدنیا والآخرۃ ولھم عذاب الیم. یوم تشھد علیھم السنتھم وایدیھم وارجلھم بما کانوا یعملون. یومئذ یوفیھم اللہ دینھم الحق ویعلمون ان اللہ ھو الحق المبین (النور: ۲۳-۲۴-۲۵)

بے شک وہ لوگ جو مومنہ پاکدامن عامل عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں۔ ان کیلئے دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور ان کو دردناک عذاب ہوگا۔ قیامت کے روز جس دن ان کی زبانیں، ہاتھ اور پاؤں ان کے اعمال کی خبر دیں گے اس دن اللہ ان کو پورا پورا بدلہ دیگا اور وہ جان لیں گے کہ بے شک اللہ تعالیٰ واضح حق ہے (یعنی اللہ کے احکام ہی مبنی برحق تھے)۔

ارشاد نبوی ﷺ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، جادو نہ کرو، خودکشی نہ کرو اور نہ کسی دوسرے کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر قتل کرو۔ سود لینے اور دینے سے بچو۔ یتیم اور بے بس کا مال ہڑپ نہ کرو، میدان جنگ سے مت پیٹھ پھیرو، کسی پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت نہ لگاؤ۔ (بخاری ومسلم)

نیز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت لگانے سے سو برس کے عمل ضائع ہو جاتے ہیں (طبرانی)

اس جرم کی حد

اسلام نے اس عظیم گناہ کا ارتکاب کرنے والے کیلئے صرف اخروی سزا پر ہی قناعت نہیں کی بلکہ ایسے ملعون شخص کیلئے دنیا کی سزا بھی متعین کی ہے۔ وہ عورت یا تو الزام کا اقرار کرے یا قاذف چار (عینی) شاہد پیش کرے اور اگر ایسا نہیں تو قاذف کو اسی درے (کوڑے) لگائے جائیں۔

قذف کی حد کیلئے شرائط

کسی مومنہ، عفیفہ پر الزام لگانے والا (۱) مسلمان ہو (۲) عاقل ہو (۳) بالغ ہو (۴) آزاد ہو (۵) محصن (پاکدامن) ہو (اس پر خود زنا کی تہمت نہ ہو)

ثبوت قذف

فقہائے اربعہ نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ دو عاقل آزاد مردوں کی شہادت سے کسی عورت پر لگائی گئی تہمت معتبر سمجھی جا سکتی ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک ایک شخص کی گواہی اور قاذف کی قسم ہی کافی ہے اہل علم میں ایک اور بھی اختلاف ہے کہ قاذف اگر اپنی بات سے منحرف ہو جائے تو آیا اسے سزا ملے گی یا نہیں۔ اصح موقف ہے کہ انحراف کی صورت میں بھی اسے حد قذف ضرور ہی لگے گی۔

ثبوت حد

قاذف کی سزا کیلئے قرآن کریم کی ایات ہی کافی ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

والذین یرمون المحصنت ثم لم یاتوا بـاربعة شهداء فاجلدوهم ثمانین جلدةً ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا اولئک هم الفاسقون الا الـذین تـابـوا من بعد ذالک واصلحوا فان الله غفور رحیم (النور:۴۔۵)

اور وہ لوگ جو آزاد (پاکدامن) مومنہ عورت پر تہمت لگاتے ہیں پھر اس پر چار گواہ نہیں لاتے ان کو اسی کوڑے لگائے جائیں اور ان کی گواہی کو کبھی قبول نہ کیا جائے یہی لوگ فاسق ہیں۔ مگر جو لوگ (خلوص دل سے) تائب ہو جائیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

عملی ثبوت

رسول اللہ ﷺ کی مطہر زندگی میں عملی طور پر اس کا صرف ایک واقعہ پیش آیا۔ جب منافقین نے ام المومنین سیدہ عائشہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا پر افترا پردازی کی تو اس میں حصہ لینے والے مسلمانوں پر (جو سادہ لوحی کی بناء پر ان کے شریک کار ہوئے تھے) حد قذف لگی تھی۔ احادیث میں ان افراد کا نام بھی ہے مثلا سنن ابی داؤد میں تین افراد شاعر رسول حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ، حمنہ بن جحش رضی اللہ عنہم کے نام مذکور ہیں۔ مگر ان بزرگوں نے (خلوص دل سے) توبہ کر لی تھی۔ اب وہ نہ قابل توبہ گرفت ہیں اور نہ ہی ان پر طعن وتشنیع جائز ہے۔

دو سزائیں

جرم کی سنگینی کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے ایسے افراد پر صرف کوڑے لگنے کی سزا کو ہی کافی نہیں سمجھا بلکہ ایسے شخص کو فاسق بھی قرار دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ اس کی گواہی کو کبھی قبول نہ کیا جائے۔ ظاہری سزا (کوڑے لگنا) تو وقتی طور پر ہے جبکہ دوسری سزا (طبعی) گواہی کی ہمیشہ کیلئے عدم قبول ہے۔ یہ سزا پہلی سے بھی سخت ہے کہ ایسا شخص معاشرے میں ہمیشہ کیلئے قابل نفرت وحقارت بن جاتا ہے۔

تخفیف وعدم میں اختلاف

پہلی سزا (کوڑے لگنا) میں تخفیف توبہ سے بھی نہیں ہوتی جبکہ دوسری سزا، (گواہی کی عدم قبولیت وفسق) کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ مثلا مالک، شافعی، احمد بن حنبل رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ (سچی) توبہ کے بعد گواہی قبول کی جائے گی اور فسق کا حکم بھی زائل ہو جائے گا۔ اس کے برعکس سعید بن مسیب، سعید بن جبیر، قاضی شریح ابراہیم نخعی، نعمان بن ثابت، مکحول رحمہم اللہ کا موقف

ہے کہ (سچی) توبہ کے بعد وہ فاسق تو نہیں رہے گا۔ مگر اس کی گواہی کسی معاملے میں قبول نہیں ہوگی۔

اس اختلاف کا دارو مدار آیت:

الا الذین تابوا من بعد ذالک کے استثنی پر ہے اسے اگر جملہ اخیرہ کے متعلق مانا جائے تو اس صورت میں وہ آدمی فاسقوں کی صف سے تو خارج ہو جائے گا مگر گواہی کے قابل نہیں اگر اس (آیت) کے ٹکڑے کو دوسرے اور تیسرے جملہ کے متعلق مانا جائے تو معنی ہوگا کہ وہ فسق سے خارج ہوگا اور گواہی بھی قبول ہوگی۔ راقم کے خیال میں دوسرا موقف زیادہ صحیح ہے کیونکہ ارشاد ربانی ہے:

الا من تاب و آمن و عمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنات و کان اللہ غفورا رحیما (الفرقان:۷۰)

مگر وہ لوگ جو توبہ (سچی) کریں اور ایمان لائیں اور عمل کریں نیک عمل کرنا پس یہی لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو بھی نیکیوں میں بدل دینگے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے مہربان ہیں۔ مندرجہ بالا آیت دلالت کرتی ہے کہ توبہ (سچی) آدمی کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

معاف کرنا

اللہ احکم الحاکمین نے اس (سنگین گناہ) کی سزا اسی کوڑے بیان فرمائی ہے اس لئے اس (سزا) میں کسی کو بھی کمی و بیشی کا اختیار کسی فرد یا حکومت کو نہیں۔ اس عورت (مقذوفہ) کے معاف کر دینے سے بھی یہ (حد قذف) ساقط نہیں ہوگی کیونکہ یہ حقوق اللہ ہے نہ کہ حقوق العباد۔ نعمان بن ثابتؒ کا یہی موقف ہے راقم کے نزدیک ارجح یہی ہے بعض اصحاب علم کہتے ہیں کہ اگر حاکم وقت تک خبر پہنچ جائے تو (کسی صورت میں) معاف نہیں ہوسکتا البتہ اگر حاکم وقت تک خبر نہ پہنچی ہو تو وہ عورت (حد قذف) معاف کرسکتی ہے۔ شافعیؒ کا موقف ہے کہ حاکم تک اطلاع پہنچے یا نہ پہنچے عورت معاف کرسکتی ہے۔ مالکؒ کا موقف انہی (شافعی) سے ملتا جلتا ہے۔ اس (اختلاف) کا اصل سبب یہ ہے بعض (اصحاب علم) اسے حقوق اللہ میں شمار کرتے ہیں۔ وہ تو مطلقاً معافی کے قائل نہیں اس کے برعکس جو اسے حقوق العباد میں شمار کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک (عورت کے نزدیک) معاف کردینے سے حد (قذف) ساقط ہوسکتی ہے۔

راقم پہلے موقف (حقوق اللہ) کو مبنی بر حقیقت سمجھتا ہے۔ اسے حقوق اللہ سمجھنے میں سزا کے بارے میں تخفیف کا ذہن پیدا نہیں ہوگا۔ اور معاشرہ اس (سنگین) گناہ میں ملوث ہونے سے زیادہ محفوظ رہے گا۔ اور عورت (مقذوفہ) پر کسی قسم کا دباؤ لالچ و خوف کی بناء پر معاف کردینے کی مجاز نہ رہے گی اور معاشرہ میں سزا کے بعد دوسروں کیلئے عبرت کا سامان پیدا ہوگا۔ اور زیادہ سے زیادہ لوگ اس برائی سے بچ سکیں گے۔ اسلامی حکومت و معاشرہ بے انصافی کو کسی طور پر برداشت نہیں کرسکتی۔ ہر شخص سے عدل و مساوات و انصاف کرتی ہے۔ اور حقیقی انصاف احکام الٰہی کی روشنی میں کیا جاسکتا ہے۔ اور فرمان الٰہی ہے کہ ایسے (ظالم) کو اسی کوڑے لگائے جائیں۔

برائی کا پھیلنا

دراصل اس سنگین جرم (قذف) سے معاشرے میں برائی کی اشاعت ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے ارشاد ربانی ہے:

ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین امنوا لهم عذاب الیم فی الدنیا والآخرة واللہ یعلم وانتم لا تعلمون (النور:۱۹)

بے شک وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں برائی کی اشاعت ہو ان کیلئے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔

حکومت اور علماء کی ذمہ داری

مسلمان حکومت کا حق ہے اس برائی کی روک تھام کیلئے ایسے افراد جو کسی کی عزت کو سربازار رسوا کرتے ہیں ان کو علی الاعلان سزا دے تاکہ یہ برائی مٹ سکے موجودہ دور میں اس برائی کو عام کیا جارہا ہے اسی سے کاروکاری کی برائی جنم لیتی ہے اور ناحق قتل و غارت ہوتی ہے حکومت اس بارے میں سخت قوانین مرتب کرے اور علمائے حق کا بھی فرض ہے لوگوں کو اس برائی کی شناعت سمجھائیں تاکہ اس برائی کا تدارک ممکن ہوسکے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

☆☆